قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 4/ فروری 2023ء | 12/ رجب 1444 ہجری قمری | 4/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 30

ارشاد باری تعالیٰ

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۹﴾

(الصّف: 9)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھادیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔

فرمانِ رسولؐ

لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوۡ رِجَالٌ مِّنۡ ھٰٓؤُلَآءِ

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا (یعنی زمین سے اُٹھ گیا) تو ان لوگوں میں سے ایک فرد یا کچھ افراد اُس کو واپس لائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الجمعۃ، باب قولہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

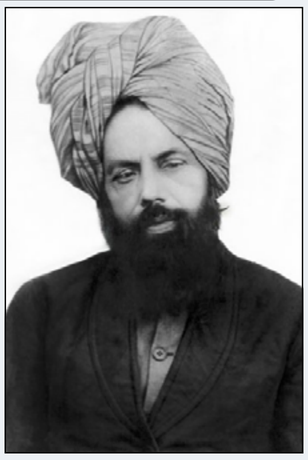

میرا انکار خدا تعالیٰ کا انکار ہے

میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذاللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرالیتا ہے جبکہ وُہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر: 10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ مُوسوی سلسلہ کی طرح اس محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اُس نے معاذاللہ اس وعدہ کو پُورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امّت میں نہیں اور نہ صرف یہاںتک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذاللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتّم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی امت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ: 4) میں ایک آنیوالے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والنّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ **یہ میں ازخود نہیں کہتا۔ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کردی اور خدا کو چھوڑ دیا۔**

اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے۔ اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالےٰ کی تصدیق ہوتی اور اُس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے، ذرا اپنے دل میں سوچے اور اُس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے۔

تکذیب مسیح موعودؑ سے آنحضرتؐ کی تکذیب لازم آنے کی وجہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ اس طرح پر کہ آپؐ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذاللہ جھوٹا نِکلا۔ پھر آپؐ نے جو امامکم منکم فرمایا تھا، وہ بھی معاذاللّٰہ غلط ہوا ہے اور آپؐ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نِکلی۔ کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا۔ عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 14-16 مطبوعہ 1984ء)

فرمان خلیفۂ وقت

قرآن نمائش کے ذریعہ قرآنی تعلیمات کو واضح کیا جائے

میں نے جب جماعتوں کو کہا کہ دشمنانِ اسلام قرآن کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں تو قرآن کی نمائش لگائی جائے، قرآنِ کریم کی خوبصورت تعلیم کو واضح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف جگہوں پر نمائشیں لگیں اور لگ بھی رہی ہیں اور اس کے بعد دنیا سے، ہر جگہ سے یہی رپورٹس آ رہی ہیں کہ جو غیر لوگ آنے والے ہیں وہ دیکھ کے کہتے ہیں کہ جو قرآنی تعلیم اور جو اسلام تم پیش کر رہے ہو یہ تو اتنا خوبصورت اسلام ہے کہ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ہم اس کی مخالفت کس طرح کر رہے تھے۔ ہمارے سامنے تو اسلام کا یہ خوبصورت پہلو کبھی آیا ہی نہیں۔ یہ ہماری لاعلمی تھی۔ اکثروں کا بڑا معذرت خواہانہ لہجہ ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر لے کر جاتے ہیں۔ ان نمائشوں میں آنے والے پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے، تعلیم یافتہ مسلمان بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، دوسرے مذاہب والے بھی ہیں اور سب بلا استثناء اس کام کو سراہ رہے ہیں کہ یہ عظیم کام ہے جو تم لوگ کر رہے ہو۔ لیکن بدقسمتی سے ایک مُلّاں ہے اور ان کا بھی ایک طبقہ ہے جو بعض ملکوں میں اس نمائش کی مخالفت کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیم پھیلانے کی مخالفت کرتا ہے۔

مَیں نے شاید پہلے بھی یہاں بتایا تھا کہ ہندوستان میں، دہلی میں ایک بہت بڑے ہال میں جو حکومت سے کرائے پر لیا گیا تھا، ہم نے قرآنِ کریم کی نمائش لگائی تو اُس پر وہاں کے مُلّاں نے اپنے ساتھ چند شر پسندوں کو ملا کر اتنا شور مچایا کہ وہ نمائش جو تین دنوں کے لئے لگنی تھی دو دن میں سمیٹنی پڑی۔ لیکن ان دو دنوں میں بھی اس نے اپنا بھرپور اثر قائم کیا۔ وہاں کے ایک بڑے پڑھے لکھے صاحب ہیں جن کا ایک مقام بھی ہے وہ نمائش کے بعد وہ قادیان آئے اور پھر بتایا کہ میں پہلی مرتبہ قادیان آیا ہوں اور اس طرف سفر کر کے آیا ہوں اور چاہتا تھا کہ قرآنِ کریم اور اسلام کی اتنی عظیم خدمت کرنے والے جہاں رہتے ہیں وہ جگہ بھی دیکھوں اور پھر قادیان کی مختلف جگہیں دیکھیں اور متاثر ہوئے۔

(خطبہ جمعہ 9/ دسمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- کیوں نہ ہو ناز خد و خال پہ اپنے اس کو (منظوم)
- Muslim for Life, Muslim for Peace
- دلچسپ و مفید واقعات و حکایات
- اپنے جائزے لیں
- دابۃ الارض سے کون لوگ مراد ہیں؟
- اسلام کا فلسفہ اخلاق
- شکر قندی

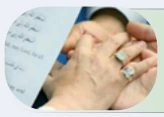

دربارِ خلافت

عملی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور خلافت کے نائبین بننے کی کوشش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

وہ ہمارے عالم جو مجھے لکھتے ہیں کہ ہم غیروں کے چھکے چھڑا دیا کرتے تھے۔ اس چھکے چھڑانے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہو گا جو اپنی عملی اصلاح سے ہو گا۔ اس لئے عملی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور خلافت کے نائبین بننے کی کوشش کریں۔ خلیفہ وقت کے مددگاروں میں سے بننے کی کوشش کریں۔ سالوں ہم صرف علمی بحثوں میں نہیں الجھ سکتے بلکہ اگر ہم نے جماعت کو ترقی کی طرف لے جانا ہے اور ان شاء اللہ لے جانا ہے تو ہمیں کچھ اور طریق اختیار کرنے ہوں گے اور وہ جیسا کہ میں نے کہا، یہ عملی اصلاح کا (طریق) ہے۔

پس ہمیں اپنے اعمال اچھے کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں اپنے دیانت اور امانت کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی آمد کے حلال ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ چند پیسوں کے لئے کونسل کو دھوکہ دے کر اپنی سچائی کے معیار کو داؤ پر لگا دیں اور benefit حاصل کر لیں یا روپے حاصل کرنے کے لئے جھوٹے مقدمے کر دیں۔ ہمیں اپنے کام جو بھی ہمارے سپرد کئے جائیں، پوری تندہی اور محنت اور پوری خوش اسلوبی اور پوری دیانتداری سے کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ ہو گا تو دین کے ساتھ دنیا کے میدان بھی ہم پر کھل جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ غیروں پر عمومی طور پر جماعت کا اچھا اثر ہے لیکن اگر ہم بعض معمولی دنیاوی فائدوں کے لئے اپنی دیانت اور امانت کے معیاروں کو ضائع کرنے والے بنیں تو ہر ایک شخص جو یہ حرکت کرتا ہے، جماعت کو بدنام کرنے والا بھی بنے گا۔

پس جہاں مربیان کو اس طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے وہاں ہر فرد جماعت کو اپنے جائزے لے کر اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ سب سے بڑا ہتھیار دعا کا ہے جس کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے صحیح استعمال اور اس سے صحیح فائدہ اُٹھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ایمان میں ترقی کرو اور میں نے جو نیک اعمال بجالانے کے لئے لائحہ عمل دیا ہے اُس پر عمل کرو۔ پس یہ عمل اور دعا اور دعا اور عمل ساتھ ساتھ چلیں گے تو حقیقی اصلاح ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں، جس نے آجکل ہر حقیقی مومن کو بے چین کر دیا ہوا ہے اور وہ مسلمان ممالک کی قابلِ رحم حالت ہے۔ آج مسلم اُمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ماننے والوں کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ پس یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے لئے بہت دعا کریں۔ سیریا کے حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ حکومت نے بھی ظلموں کی انتہا کی ہوئی ہے اور حکومت مخالف گروپ جو ہیں انہوں نے بھی ظلم کی انتہا کی ہوئی ہے۔ دونوں طرف سے ظلم ہو رہے ہیں۔ کسی کا قصور ہے یا نہیں، بچوں، عورتوں، بوڑھوں کو بھی ظلموں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جب جس کو چاہیں پکڑ کے لے جاتے ہیں، اور پھر بھوکا رکھا جاتا ہے، اذیت دی جاتی ہے۔ بعض کی تصویریں دکھائی گئی ہیں اُن کو دیکھ کر تو آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ مسلمان مسلمان پر اس قدر ظلم کر رہا ہے اور غیر مسلموں کو موقع دے رہا ہے کہ اسلام پر اعتراض کریں۔ گزشتہ دنوں بعض چودہ پندرہ سال کے لڑکوں کے انٹرویو دکھائے جا رہے تھے، جو اپنے ماں باپ کو کھو بیٹھے ہیں یا کسی وجہ سے اُن سے علیحدہ ہو گئے، کھانے پینے کے لئے اُن کو کچھ نہیں ملتا۔ ادھر اُدھر ہاتھ مار کر گزارہ کرتے ہیں۔ جب پوچھنے والے نے بارہ تیرہ سال کے لڑکے سے پوچھا کہ تم بڑے ہو کر کیا بننا چاہو گے۔ تو اُس نے بڑے ہنس کر جواب دیا کہ ظاہر ہے کہ criminal بنوں گا۔ ہم چور، ڈاکو، بدمعاش اور دہشتگرد بنیں گے، اس کے علاوہ ہم کیا بن سکتے ہیں تا کہ اپنے بدلے لیں۔ اپنی کرسی بچانے کے لئے حکومت اور کرسی حاصل کرنے کے لئے اپوزیشن اپنی نسلوں کو برباد کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچائے اور ظالموں کے تسلط سے عوام کو بچائے اور اُنہیں انصاف پسند حکام عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 31/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

کیوں نہ ہو ناز خد و خال پہ اپنے اس کو

کیوں نہ ہو ناز خد و خال پہ اپنے اس کو
اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے خدا نے اس کو

کاش! میری بھی کبھی یاد اُسے آ جائے
نیند سے سپنے جگائیں جو سہانے اس کو

اُس پہ مر مٹنے کو تیار ہوا تھا کوئی
آئے گا کون بھلا یاد دلانے اس کو

روٹھ جانے کا بہانہ تو وہ کر کے دیکھے
ہم بڑی چاہ سے جائیں گے منانے اس کو

اس کی آنکھوں میں اداسی نہیں دیکھی جاتی
بھیج دیتا ہے خدا، کوئی ہنسانے اس کو

پھر سے اک بار کہوں گا کہ وہ آئے ملنے
ٹال دینے کے تو آتے ہیں بہانے اس کو

وہ نہیں بھولا کبھی اپنی دعاؤں میں ہمیں
کیوں نہ ہم بھیجیں دعاؤں کے خزانے اس کو

میکدے جانے کی نوبت ہی نہ آئی طارق!
جام یوں آتے ہیں آنکھوں سے پلانے اس کو

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لندن

اداریہ

Muslim for Life,Muslim for Peace

مکرم مولانا شمشاد احمد ناصر مبلغ امریکہ کے پریس اور میڈیا کے ذریعہ تبلیغ کے حوالہ سے مضامین کی ایک سیریز بعنوان ”تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے“ قسط وار الفضل آن لائن کا حصہ بن رہی ہے۔مؤرخہ 11؍ جنوری 2023ء کو طبع ہونے والی قسط 74 اس وقت نوک پلک درست کرنے کے لیے میرے سامنے ہے۔جس میں 9/11 کے واقعہ پر دس سال پورے ہونے پر بعض مسلمان تنظیموں کی طرف سے خوشی کے اظہار کا ذکر ہے جس کا امن پسند مذہب اسلام کے حوالہ سے بہت غلط پیغام عوام کو جا رہا تھا۔جس پر جماعت احمدیہ نے امریکہ میں ایک مہم کے ذریعہ اسلام کا امن و آشتی کا پیغام دیا۔ یہ پیغام میڈیا کے ذریعہ سے اور چھوٹے چھوٹے جلسوں اور میٹنگز کا انعقاد کر کے عوام تک پہنچایا گیا اور خون کے عطیات کی مہم بھی چلائی گئی کہ مسلمان تو زندگی عطا کرتا ہے۔مسلمان زندگی بخش ہے اور امن قائم کرتا ہے۔

مکرم مولانا موصوف نے مشن میں ایک وفد سے اس حوالہ سے خطاب کیا جس میں آپ نے اس موقع پر احمدیوں کی طرف سے جاری سلوگن

Muslim for Life, Muslim for Peace

کا ذکر کر کے اسلام احمدیت کو ایک امن پسند مذہب کے طور پر پیش کیا۔ آج خاکسار اسی سلوگن کو عنوان بنا کر اداریہ قلمبند کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ یہ عنوان تو ابدی ہے اور دنیا میں بالخصوص مغربی دنیا میں اس پر گاہے بگاہے روشنی ڈالنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اس عنوان کے دو حصے ہیں۔

1. مسلمان خود بھی زندگی ہے اور دوسروں کو بھی زندگی کے سامان مہیا کرتا ہے۔
2. مسلمان خود بھی امن ہے اور دوسروں کے لیے بھی امن مہیا کرتا ہے۔

جہاں تک اس مضمون کے پہلے حصے کا تعلق ہے۔ اس حوالہ سے سب سے پہلے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 34 ذہن میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حکماً کسی نفس کا قتل حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَمَنۡ قُتِلَ مَظۡلُوۡمًا فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِوَلِیِّہٖ سُلۡطٰنًا فَلَا یُسۡرِفۡ فِّی الۡقَتۡلِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مَنۡصُوۡرًا ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اور اُس جان کو ناحق قتل نہ کرو جسے اللہ نے حُرمت بخشی ہو اور جو مظلوم ہونے کی حالت میں قتل کیا جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو (بدلے کا) قوی حق عطا کیا ہے۔ پس وہ قتل کے معاملہ میں زیادتی نہ کرے۔ یقیناً وہ تائید یافتہ ہے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اور پھر فرمایا:

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِکَ ۚۛ کَتَبۡنَا عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَنَّہٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡیَاہَا فَکَاَنَّمَاۤ اَحۡیَا النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ وَلَقَدۡ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ بَعۡدَ ذٰلِکَ فِی الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ

(المائدہ:33)

ترجمہ: اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کر دیا کہ جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا اور یقیناً ان کے پاس ہمارے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آ چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں سے کثیر لوگ زمین میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اسلام نے تو جنگ و جدل میں بچوں، عورتوں اور جانوروں حتّٰی کہ بے جان درختوں کو کاٹنے اور نقصان پہنچانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان درختوں میں بھی ذی روح انسانوں کی زندگی ہے۔ درخت نہ ہوں تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ انسان تو انسان فصلوں کو نقصان پہنچانے سے منع اس لیے کیا کہ اس میں انسان کی خوراک اور توانائی موجود ہے۔

بخاری کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو 7 تباہ کرنے والی چیزوں سے روکا۔جس میں تیسرے نمبر پر وَلَا تَقۡتُلُوا النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ یعنی کسی انسان کو ناحق قتل کرنے سے روکا گیا ہے۔

جانی طور نقصان پہنچانا تو ایک طرف رہا۔قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق قائم کرنے کا حکم دے کر معاشرہ کو زندہ رکھنے کا پیغام بھی دیا گیا ہے۔تمام برائیوں سے بچنا اور نیکیوں کو اپنانا دوسرے معنوں میں معاشرہ کو زندگی دینے ہی کے مترادف ہے۔اس مضمون پر ایک ایسی حدیث صادق آتی ہے جو عمومی طور پر ہمارے درسوں، تقریروں اور تحریروں میں بہت کم بیان ہوتی ہے۔وہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے لفظ ”مفلس“ کی تعریف پوچھی۔صحابہؓ نے عرض کی کہ مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ سامان۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی ناحق کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا۔ پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جنت کی بجائے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا یہی شخص دراصل مفلس ہے۔

(حدیقۃ الصالحین مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 812)

گویا ایک مسلمان نیکیاں بجا لا کر خود بھی زندہ رہنے کے سامان کرتا ہے اور معاشرہ میں امن پیدا کر کے دوسروں کے لیے بھی زندگی بخش ثابت ہوتا ہے۔

دوسرے حصہ کا تعلق

جہاں تک اس سلوگن کے دوسرے حصّہ یعنی Muslim for Peace کا تعلق ہے۔ یہ بھی ایک مسلمان کی زندگی کا حصہ ہے۔ بلکہ اگر یوں کہیں کہ مسلمان کے لفظی معنی بھی سلامتی اور امن دینے والے کے ہیں۔ اسلام کہتے ہی سلامتی اور امن کو ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان) کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

اسلام مذہب پر ایمان لانے والا مومن کہلاتا ہے اور مومن کی تعریف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی:

والمؤمنُ من أمنَهُ النّاسُ علی دمائِهِم وأموالِهِم

(سنن نسائی کتاب الایمان)

کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے انسان کے خون و اموال امن میں رہیں۔ ہمارے بعض اسکالرز نے ان دونوں تعریفوں میں یہ فرق کیا ہے کہ مسلم والی حدیث میں مسلمان کی سلامتی دوسرے مسلمانوں کے لیے ہے جبکہ مومن کا دائرہ اسلام سے نکل کر دنیا میں اور معاشرہ میں بسنے والے دوسرے انسانوں تک پھیل جاتا ہے۔جس میں خون اور اموال کی حُرمت بھی آجاتی ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کی تعریف کا تعلق ہے اس میں یہ بھی اضافہ کرتا چلوں کہ ہم آپس میں ملتے السلام علیکم کا پیغام دیتے ہیں اور پانچوں وقت فرض اور نفلی نمازوں کے اختتام پر دائیں بائیں بسنے والوں کو السلام علیکم کے الفاظ میں سلامتی کا پیغام جا رہا ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ آج کل اسلام جیسے پیارے نام پر دہشت گردی کے دھبے دھونے اور صاف کرنے میں مصروف عمل ہے۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی پارلیمنٹس میں جو خطاب فرمائے ان میں اسلام کی حسین تعلیم امن و آشتی بیان فرمائی۔ ابھی حال ہی میں امریکہ کے دورہ کے دوران زائن اور ڈیلس کی مساجد کی افتتاحی تقاریب میں بھی حضور نے اسلام کی سلامتی اور امن کی تعلیم بیان فرمائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ”محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں“ کا جو سلوگن جماعت کو دیا تھا وہ اب عالمگیر حیثیت اختیار کر چکا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کسی جھگڑے فساد، ایجیٹیشن، ہنگامہ آرائی اور جلوس و ہڑتال میں حصہ نہیں لیتی۔ ہم اللہ کے حضور راتوں کو اٹھ کر احتجاج کرتے اور دعائیں کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کی 133 سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ ہم کسی دنگا فساد میں حصہ نہیں لیتے۔ ہماری تعلیم ہے:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو! تم دکھاؤ انکسار

(ابوسعید)

محمد انور شہزاد

دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

بیان فرمودہ
حضرت مصلح موعودؓ

قسط 15

دینی کام دینی روح کے ساتھ ہوتے ہیں۔ سہارے کی احتیاج کامیابی سے روکتی ہے

ہر شخص چاہتا ہے کہ دوسرا تو کام کرے مگر میں نہ کروں اور یہ کوئی صحیح طریق نہیں۔ اصلاح تب ہوتی ہے جب انسان پہلے خود اپنی اصلاح کرے۔

رسول کریم ﷺ جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے جس میں صلح حدیبیہ ہوئی اُس وقت ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جو اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کرتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے دراصل خواب میں دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے اور احرام باندھے ہوئے ہیں۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ چلو ہم عمرہ کر آئیں (کیونکہ حج کا وقت نہ تھا) صحابہ کو بھی شوق تھا، اُنہوں نے دنبے، بکریاں اور اُونٹ قربانی کے لئے اپنے ساتھ لئے اور سج سجا کر بارات کی طرح مکہ کی طرف چل پڑے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے تو کفار نے اُنہیں روک لیا، اُنہوں نے بہتیرا سمجھایا کہ ہم خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں، ہم میانوں سے تلواریں نہیں نکالیں گے بلکہ متواضع شہریوں کی طرح عمرہ کر کے چلے جائیں گے مگر اُنہوں نے کہا، خواہ کچھ ہو ہم تو اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ آخر دنیا کو کیا پتہ ہے کہ تم عبادت کے لئے آئے تھے، لوگ تو کہیں گے کہ عرب ڈر گئے اور اُنہوں نے مسلمانوں کو مکہ میں آنے کی اجازت دے دی، اگلے سال بے شک عمرہ کر لینا، ہم سال بھر ڈھنڈورا پیٹتے رہیں گے کہ ہم نے خود مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دی ہے اس طرح ہمارا رُعب قائم رہے گا، اس وقت ہم عمرہ کی اجازت نہیں دے سکتے۔

اس پر بڑا شور ہوا۔ مگر رسول کریم ﷺ نے اُن کی بات مان لی اور آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ قربانیاں یہیں کر لو۔

اس بارہ میں اختلاف ہے، فقہاء میں سے بعض کہتے ہیں کہ جس مقام پر اُنہوں نے ڈیرے ڈالے تھے وہ حرم میں شامل تھا اور چونکہ وہ مقام حرم میں شامل تھے اس لئے اُن کے لئے قربانیاں کرنا جائز تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مقام تو حرم میں شامل نہیں تھا مگر شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جب انسان حج یا عمرہ کے لئے جائے اور رستہ میں روکا جائے تو جس جگہ روکا جائے وہیں قربانی کر دے۔ بہرحال کوئی وجہ ہو، رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قربانیاں کر دو، صحابہ نے یہ بات سنی مگر وہ قربانیاں کرنے کے لئے نہ اُٹھے، آپ نے ایک دفعہ کہا، دو دفعہ کہا، تین دفعہ کہا، مگر وہ خاموش رہے اُن کو دکھ تھا کہ آج اُن کی ناکیں کٹ گئیں، دو دو سَو تین تین سَو میل تک رہنے والے قبائل انہیں طعنہ دیں گے کہ تم نے کر لیا عمرہ! اُنہیں غم تھا کہ ہم دنیا کو کیا منہ دکھائیں گے اور اُن کے سامنے اپنی عزت کس طرح قائم رکھ سکیں گے۔ وہ اتنے دکھ میں تھے کہ باوجود اس کے کہ رسول کریم ﷺ نے بار بار فرمایا جاؤ اور قربانیاں کرو، جاؤ اور قربانیاں کرو، وہ قربانیاں کرنے کے لئے نہ اُٹھے۔

آپ ﷺ کو اس سے شدید ترین صدمہ پہنچا کہ اتنی بڑی قربانی کرنے والی قوم جو میرے ایک اشارہ پر اپنی جانیں قربان کر دیا کرتی تھی آج اپنے حواس اس طرح کھو بیٹھی ہے کہ میں ایک حکم دیتا ہوں اور وہ اُس کی تعمیل نہیں کرتی، آپ اُسی حالت میں حضرت حفصہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ حفصہ آج تمہاری قوم پر بڑی آفت آئی ہے۔

رسول کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب عربوں میں نشوز کی کوئی بات دیکھتے تو آپ یہ نہ فرماتے کہ میری قوم نے ایسا کیا بلکہ مخاطب سے ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ آج تیری قوم نے ایسا کیا، یہی انداز رسول کریم ﷺ نے اُس وقت اختیار کیا۔

حضرت حفصہؓ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہوا؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، آج اس اس طرح ہوا ہے، اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! جانے بھی دیجئے، اُن کو تو آپ سے اتنی محبت اور عشق ہے کہ اُس کی دنیا میں کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔

اس وقت عمرہ سے روکے جانے کا اُن کو اتنا شدید صدمہ ہوا ہے کہ اُن کے حواس پراگندہ ہو گئے ہیں وہ بڑی بڑی اُمیدیں لے کر آئے تھے مگر آج اُن کی اُمیدیں سب رائیگاں چلی گئیں۔ اس لئے ان کے دماغ پر ایک پردہ سا پڑ گیا ہے ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ سمجھیں کہ خدا کا رسول ہمیں ایک حکم دیتا ہے اور پھر وہ اس کی تعمیل نہ کریں؟

اُنہوں نے کہا، یا رسول اللہ! آپ چپ کر کے جایئے اور اپنی قربانی ذبح کرنی شروع کر دیجئے پھر دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے، رسول کریم ﷺ نے نیزہ لیا اور آپ خاموشی سے قربانی کے پاس گئے اور اُس کی گردن پر نیزہ مار کر گرا دیا۔

بات وہی تھی جو حضرت حفصہ نے کہی تھی، صحابہ رسول کریم ﷺ کے کام کے شیدائی اور عاشق زار تھے۔ جونہی اُنہوں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ نے اکیلے اپنی اونٹنی کو گرا لیا ہے، یکدم اُن کو ہوش آیا اور ایک صحابی کا بیان ہے کہ اُس کے بعد ہم اس طرح اپنی قربانیوں کی طرف دوڑے کہ اگر کوئی شخص ہمارے رستہ میں آتا تو ہمارا جی چاہتا تھا کہ ہم اُس کو قتل کر دیں۔

تو جب انسان خود عمل کر لیتا ہے تو دوسرے بھی اُس کے نمونے کو دیکھ کر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اگر تم اس امید میں رہے کہ پہلے اسلامی احکام پر یہ عمل کرے یا وہ عمل کرے تب میں عمل کروں گا تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ہمارا خدا اگر ہم سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے اور ہمارے بچے اور ہمارے عزیز ہمارا ساتھ نہیں دیتے تو کیا ہوا، خدا کے کئی نبی ایسے گزرے ہیں جن کے رشتہ داروں نے اُنہیں نہیں مانا۔ ابو لہب رسول کریم ﷺ کا چچا تھا مگر وہ آپ کا شدید ترین معاند تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے باپ، جو دراصل آپ کے چچا تھے، اُنہوں نے تو اس قدر دکھ دیا کہ آخر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔

پس ہوا کیا اگر کوئی شخص تمہارا ساتھی نہیں بنتا، جب کوئی شخص اپنے دائیں اور بائیں نگاہ دوڑاتا ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اُس کا ایمان کمزور ہے مومن اپنے ایمان کے مظاہرہ کے لئے کسی ساتھ کا محتاج نہیں ہوتا۔ جس شخص کے دل میں کسی سہارے کی احتیاج محسوس ہوتی ہو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ اپنے کام میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

دینی کام دینی روح کے ساتھ ہوتے ہیں، جو شخص خدا کے کام کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ دائیں بائیں نہیں دیکھتا اُس کے بیوی بچے اُس کے ساتھ ہوں تو وہ خوش ہوتا ہے اور اگر نہ ہوں تو وہ سمجھتا ہے کہ خدا سے بڑھ کر میرا مطلوب اور کوئی نہیں۔ میرا کام یہی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا چلا جاؤں خواہ کوئی اور شخص میرا ساتھ دیتا ہے یا نہیں دیتا۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 338-341)

قربانیوں کا پھل کبھی رائیگاں نہیں جاتا

مثل مشہور ہے کہ ایک بڈھا ایک ایسا درخت لگا رہا تھا جس کا پھل دس سال کے بعد ہونا تھا وہ ابھی درخت لگا ہی رہا تھا کہ بادشاہ قریب سے گزرا اور اُس نے بڈھے کو وہ درخت لگاتے دیکھ کر کہا، میاں بڈھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری عقل ماری گئی ہے، تم 70، 80 سال کی عمر کو پہنچ چکے ہو اور درخت وہ لگا رہے ہو جو پھل اُس وقت دے گا جب تم مر چکے ہو گے۔

بوڑھے نے کہا آپ نے یہ کیا بات کہی ہے اگر ہمارے باپ دادا بھی یہی سوچتے تو آپ اور ہم کہاں سے پھل کھاتے، اُنہوں نے درخت لگائے اور ہم نے پھل کھائے۔ اب ہم درخت لگائیں گے اور ہماری آئندہ نسلیں پھل کھائیں گی۔ بادشاہ نے یہ بات سنی تو بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا ''زہ'' یعنی کیا ہی اچھی بات کہی ہے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ جب میں کسی کی بات پر ''زہ'' کہوں تو اُسے فوراً تین ہزار دینار انعام کے طور پر دے دیا جایا کرے۔ جب بادشاہ نے ''زہ'' کہا تو وزیر نے فوراً ایک تھیلی تین ہزار دینار کی بڈھے کے سامنے رکھ دی۔ بڈھا اُس تھیلی کو دیکھ کر کہنے لگا بادشاہ سلامت! آپ تو کہتے تھے کہ تُو اس درخت کا پھل کس طرح کھائے گا، دیکھئے لوگ درخت لگاتے ہیں تو کئی کئی سال کے بعد اُس کا پھل کھاتے ہیں مگر میں نے تو درخت لگاتے لگاتے اُس کا پھل کھا لیا، بادشاہ نے کہا ''زہ'' اس پر وزیر نے جَھٹ دوسری تھیلی بڈھے کے سامنے رکھ دی، بڈھا ہوشیار آدمی تھا اُس نے دوسری تھیلی دیکھی تو پھر بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے کہا، بادشاہ سلامت آپ تو کہتے تھے کہ تُو اس درخت کا پھل کس طرح کھائے گا، دیکھئے اور لوگ تو جب درخت بڑا ہوا اور پھل دینے لگے تو سال میں صرف ایک دفعہ اس کا پھل کھاتے ہیں مگر میں نے تو ایک گھنٹہ میں اس کا دو دفعہ پھل کھا لیا۔ بادشاہ نے کہا ''زہ'' اور وزیر نے جَھٹ تیسری تھیلی بھی بڈھے کے سامنے رکھ دی۔

اُس پر بادشاہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا جلدی یہاں سے چلو ورنہ بڈھا تو ہمیں لوٹ لے گا۔

یہ ہے تو ایک لطیفہ لیکن اس میں ایک بہت بڑی حقیقت مخفی ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہر قربانی کا پھل قربانی کرنے والا ہی کھائے دیکھو ابراہیمؑ نے کتنی بڑی قربانی کی مگر کیا اُس کا پھل ابراہیمؑ نے کھایا، کیا اُس کا پھل اسماعیلؑ نے کھایا، کیا اُس کا پھل اسماعیلؑ کے بیٹے نے کھایا، کیا اُس کے بیٹے کے بیٹے نے اُس کا پھل کھایا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ سالوں کے بعد سال گزرتے چلے گئے، نسلوں کے بعد نسلیں پیدا ہوئیں اور فنا ہوئیں مگر اُنہوں نے ابراہیمؑ کی قربانی سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ آخر ایک مدت دراز کے بعد معمولی مدت نہیں بلکہ 2400 سال کے بعد جب کہ ابرہیمؑ کی اولاد ایمان کو بھول چکی تھی، جب وہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی خصوصیتوں کو فراموش کرچکی تھی، ابراہیمؑ نے وہ پھل نہیں کھایا اسماعیلؑ نے وہ پھل نہیں کھایا، اگر پھل کھایا تو ابوجہل کے بیٹے نے کھایا، ولید کے بیٹے نے کھایا، عاص کے بیٹے نے کھایا اسی طرح ابراہیمؑ سے ہوتے ہوتے ہزاروں ہزار نہیں لاکھوں لاکھ انسانوں نے کھایا، ولید جیسا شدید دشمن جو رات اور دن اسلام کے خلاف منصوبے کرتا رہتا تھا اُس کے بیٹے خالد نے اسلام قبول کرکے دنیا میں ایسی عزت حاصل کی کہ آج دنیا کے کناروں تک اُس کا نام عزت اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے، غرض ولید کے بیٹے نے بھی وہ پھل کھایا، عاص کے بیٹے نے بھی وہ پھل کھالیا یہاں تک کہ وہ شدید دشمن جس کی ساری زندگی رسول کریم ﷺ کی تکذیب میں لگی ہوئی تھی اور جس کی ساری کوششیں اسلام کی تخریب کے لئے خرچ ہوتی تھیں اُس نے بھی وہ پھل کھایا اور ایسا کھایا کہ رسول کریم ﷺ کو خواب میں نظر آیا کہ فرشتے جنت کے انگور کا ایک خوشہ لائے ہیں اور آپ پوچھتے ہیں یہ جنتی انگور کا خوشہ تم کس کے لئے لائے ہو، اُنہوں نے جواب دیا ابوجہل کے لئے، آپ فرماتے ہیں میں یہ سن کر کہ ابوجہل کے لئے جنت کے انگوروں کا خوشہ آرہا ہے، کانپا اور میری آنکھ کھل گئی۔ جب ابوجہل کا بیٹا عکرمہؓ مسلمان ہوا تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا خواب پورا ہوگیا۔ ابوجہل کے لئے جو خوشہ آیا تھا وہ عکرمہؓ نے کھالیا۔

اس میں وہی حقیقت بیان کی گئی ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے رسول کریم ﷺ نے دیکھا کہ جنت سے ابوجہل کے لئے انگور کا خوشہ لایا گیا ہے اور جنت سے کیا مراد تھی، اس جنت سے یقیناً محمدی باغ مراد تھا اور یہی محمدی باغ تھا جس کا پھل ابوجہل نے کھایا مگر خود ابراہیمؑ نے اس کا پھل نہیں کھایا، خود اسماعیلؑ نے جس کی ساری زندگی قربانیوں میں گزری اس کا پھل نہیں کھایا۔

پس کیوں خیال کرتے ہو کہ تمہاری قربانیوں کا آج نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں۔ اگر تمہاری نسل کسی وقت بھی تمہاری قربانیوں سے فائدہ اُٹھا لے، اگر تمہارے ہمسائے کی نسل کسی وقت بھی تمہاری قربانیوں سے فائدہ اُٹھالے بلکہ ہمسائے کی نسل کو جانے دو، اگر تمہاری قربانیوں سے کسی وقت تمہارے دشمن کی نسل فائدہ اُٹھالے تو یقیناً تمہاری قربانیوں کا پھل تمہیں مل گیا کیونکہ خواہ وہ تمہارا دشمن تھا وہ خدا کا بندہ تھا۔ تم کیوں اُس کو دشمن کی نسل کی نگاہ سے دیکھتے ہو تم کیوں اُس کو پوتے یا پڑپوتے کی نسل کی نگاہ سے دیکھتے ہو تم اس نقطہ نگاہ سے دیکھو کہ وہ خدا کا ایک پیدا کردہ بندہ ہے۔

پس قربانیوں سے تم اس لئے مت ڈرو کہ تم آج اُس کا پھل نہیں کھا سکو گے۔ تم قربانیاں کرو اور کرتے چلے جائے۔

ہم بچپن میں ایک کہانی سنا کرتے تھے جس میں یہ ایک فقرہ آتا تھا کہ ’’نیکی کر اور دریا میں ڈال‘‘ ہزاروں ہزار نیکیاں دنیا میں ایسی نظر آتی ہیں جو نیکیوں کی سرتاج ہوتی ہیں بظاہر انسان اُن نیکیوں میں حصہ لیتا ہے جو چوٹی کی نیکیاں کہلاتی ہیں مگر اُن کے نتیجے میں نہ انسان کی جیب میں کوئی پیسہ آتا ہے نہ اُس کی بہنوں کے کان میں یا ناک میں کوئی زیور پڑتا ہے نہ اُس کے لڑکے کے تن کو کپڑے میسر آتے ہیں، وہ دریا میں پھینکی جاتی ہیں، وہ بظاہر ضائع اور برباد نظر آتی ہیں حالانکہ وہ اُن نیکیوں سے ہزار ہا گنا بڑی ہوتی ہیں جو تن کو ڈھانپتی اور پیٹ کو بھرتی ہیں۔

پس اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا کی طبائع تمہاری طرف خود بخود کھنچی چلی آئیں گی اور تم جنت اور دوزخ کو اپنے بالکل قریب دیکھو گے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ نے جنت اور دوزخ کو اپنے قریب دیکھا۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 346-349)

قرب الٰہی کے لئے ’’مَیں‘‘ قربان کرنا ضروری ہے

خدا کو پانے کے لئے مال کی، جان کی، ارادوں کی، علم کی، وقت کی قربانی کافی نہیں۔ خدا تعالیٰ اِس احساس کی کہ مَیں ہوں قربانی چاہتا ہے۔ جب تک کوئی انسان اس مَیں کو مٹا نہیں دیتا اس وقت تک خدا اسے قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ مشرک ہوتا ہے۔

ایسا انسان باوجود لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نعرہ لگانے کے اس میں شُبہ نہیں اپنے آپ کو ایک الگ وجود تصور کرتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قائل ہوں تو وہ خود اپنے اس دعوے کو ردّ کرتا ہے کیونکہ اگر مَیں ہے تو پھر وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے تو مَیں کی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے تم اپنے نفس کو مٹا دو۔ تمہاری مرضی نہ ہو بلکہ میری مرضی ہو۔ صرف مَیں رہوں اور میرا کوئی شریک نہ ہو حتّٰی کہ تم بھی نہ ہو۔ لوگ مال و جان قربان کرتے ہیں مگر اِس میں اِن کی مرضی اور خواہش ساتھ ہوگی اور جب تک کوئی مَیں قربان نہیں کرتا اُس کی قربانی کی خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 215-216)

کسی نے دوزخی دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے

تاریخوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑائی کے موقع پر مسلمانوں کی طرف سے ایک شخص کفار پر حملہ آور ہوا اور اُس نے ایسی بے جگری کے ساتھ لڑائی کی اور اس طرح کفار کو تہہِ تیغ کرنا شروع کیا کہ مسلمان اُس کو دیکھ دیکھ کر بے اختیار کہتے کہ خدا! اس شخص کو جزائے خیر دے، یہ اسلام کی کتنی بڑی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

مگر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اِس دُنیا کے پردہ پر کوئی دوزخی دیکھنا ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ جب رسول کریم ﷺ نے یہ بات فرمائی تو صحابہؓ سخت حیران ہوئے کہ اتنی بڑی قربانی کرنے والے اور آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے کے متعلق رسول کریم ﷺ نے یہ کس طرح فرما دیا کہ اگر کسی نے اس دُنیا کے پردہ پر کوئی دوزخی دیکھنا ہو تو وہ اسے دیکھ لے۔

ایک صحابی کہتے ہیں میں نے کئی لوگوں کو اس قسم کی باتیں کرتے سُنا کہ رسول کریم ﷺ نے یہ کیا فرما دیا اور میں نے سمجھا کہ ممکن ہے اس سے بعض لوگوں کو ٹھوکر لگے۔ چنانچہ میں نے قسم کھائی کہ میں اس شخص کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک میں اس کا انجام نہ دیکھ لوں۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں میں اُس کے ساتھ ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ لڑتے لڑتے زخمی ہوا اور اُسے لوگوں نے اُٹھا کر ایک طرف لِٹا دیا۔

وہ درد کی شدت کی وجہ سے کراہتا تھا اور چیخیں مارتا تھا۔ صحابہؓ اُس کے پاس پہنچتے اور کہتے اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔ اِس پر وہ اُنہیں جواب میں کہتا۔ اَبْشِرُوْنِیْ بِالنَّارِ۔ مجھے جنت کی نہیں دوزخ کی خبر دو اور پھر اُس نے بتایا کہ میں آج اسلام کی خاطر نہیں لڑا بلکہ اِس لئے لڑا تھا کہ میرا ان لوگوں کے ساتھ کوئی پرانا بُغض تھا۔ آخر وہ صحابی کہتے ہیں اُس نے زمین میں اپنا نیزہ گاڑا اور پیٹ کا دباؤ ڈال کر خودکشی کر لی۔

جب وہ مر گیا تو وہ صحابی رسول کریم ﷺ کی مجلس میں پہنچے اور اُنہوں نے بلند آواز سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے بھی جواب میں فرمایا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ مَیں اُس کا رسول ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے یہ بات کیوں کہی ہے؟ اُس نے کہا یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فلاں شخص کے متعلق یہ بات کہی تھی، اِس پر بعض صحابہؓ کے دل میں شُبہ پیدا ہوا کہ اتنے بڑے نیک انسان کے متعلق رسول کریم ﷺ نے یہ کیا کہہ دیا۔ مگر میں نے کہا خدا کے رسول کی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی اور میں نے قسم کھائی کہ میں اسے چھوڑوں گا نہیں جب تک میں اِس کا انجام نہ دیکھ لوں۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ رہا اور آخر وہ خودکشی کر کے مر گیا۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 391-392)

چونکہ خودکشی کرنے والا خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے اِس لئے خدا کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اِس طرح معلوم ہوگیا کہ فِی الواقعہ وہ شخص دوزخی تھا۔۔۔۔ اب دیکھو ایک شخص باوجود مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑتا ہے اور ایسے ایسے مقام پر حملہ کرتا ہے جہاں عام مسلمان بھی نہ کرتے مگر اُس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ دوزخ میں جاتا ہے۔

اِس لئے کہ اس نے جان کی قربانی تو کی لیکن ’’مَیں‘‘ کی قربانی نہ کی تھی۔ اُس نے جان کی قربانی اپنی انانیّت کے لئے کی تھی۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 217)

بہادر موت سے نہیں ڈرتا

ہم نے دیکھا ہے۔ پٹھانوں کو بڑا وحشی سمجھا جاتا ہے لیکن اُن میں یہی خوبی ہے کہ وہ مرنے سے نہیں ڈرتے، مرتے جاتے ہیں اور آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

مجھے ایک کرنل نے سنایا کہ کشمیر میں ایک بڑا سخت مورچہ تھا۔ مہاراجہ کشمیر کا اس کے متعلق یہ اعلان تھا کہ وہ مورچہ چھ مہینے تک فتح نہیں ہو سکتا۔ یہ اُن کی ایک خاندانی جگہ تھی جسے اُنہوں نے بڑا مضبوط بنایا ہوا تھا۔ اُس نے بتایا کہ ہمیں حکم ہوا کہ پٹھانوں کو آگے بھیجو۔ اُس وقت کابل کی طرف سے پاوندے آئے ہوئے تھے۔ فوجی افسر نے اُنہیں اپنے ساتھ لیا اور نقشوں سے بتانا شروع کیا کہ فلاں جگہ سے رستہ

بقیہ صفحہ 8 پر

ابومصور خان۔ رفیع ناصر

اپنے جائزے لیں

ازارشادات خطبات مسرور جلد 15 (سال 2017ء)

قسط 17

ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجا لانے والے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ دوسرے نہ مان کر گناہگار ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے نہیں مانا اور انکار کیا وہ گناہگار ہو رہے ہیں اور ہم مان کر پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کر کے، ایک عہد کر کے پھر اسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہیں۔ پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 23/ مارچ 2018ء صفحہ 147)

ہر احمدی کو دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے ایسی حرکت سرزد ہونے کا اپنا جائزہ لینا چاہئے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک انتہائی گناہگار تو نہیں بنا رہی!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد تو نہیں ہو رہی یا ہم کوئی ایسی حرکت تو نہیں کر رہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک انتہائی گناہگار بنا رہی ہو؟

پس جیسا کہ میں نے کہا جب ہم اپنے ایمان کو بچانے کے لئے، اپنے دین پر قائم رہنے کے لئے اپنے ملک سے نکلے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سب سے اوّل فوقیت ہمیں دینی چاہئے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری ترجیحات کیا ہیں اور کیا ہونی چاہئیں۔ اگر یہ ترجیحات خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق نہیں تو ہم نے اس مقصد کو نہیں پایا جو مقصد ہماری ہجرت کا ہے اور اگر یہ اس کے مطابق ہیں تو ہم نے اس ہجرت کے مقصد کو پا لیا اور ایسی صورت میں پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی ہمارے شامل حال ہوں گے۔ اگر ہماری بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور ہم نے دنیا کے حصول کو اپنا مقصد سمجھا ہوا ہے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے والے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کبھی شرک نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے مقصد پیدائش کی حقیقت کو سمجھا ہے ان کی زندگی کا پہلا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو حاصل کرنا اور دنیا کی رنگینیوں میں ڈوبنا ہمارا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایک مؤمن کا مقصد پیدائش ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے مقصد پیدائش کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حقیقی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا اور اس کی نعمتیں تو ہمیں مل ہی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی نعماء سے اپنی طرف آنے والوں کو محروم نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتوں سے بھی محروم نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت کی حسنات مانگو۔ جیسا کہ فرماتا ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِي الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ‘‘

(البقرہ:202)

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 6/ اپریل 2018ء صفحہ 158)

ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کے حصول کے لئے نصائح کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کے حصول کے لئے جن باتوں اور جن کاموں کے کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اس کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ ان کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہماری عبادتیں کیسی ہیں؟ ہماری نمازوں کے قیام کیسے ہیں؟ ہمارا ہر قول و عمل شرک سے پاک ہے یا نہیں؟ ہماری مالی قربانیوں کے معیار کیا ہیں؟ ہماری اطاعت کے معیار کس درجہ کے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہتے ہیں ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہیں یا نہیں؟ اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس معیار پر اپنے سلسلہ کے ماننے والوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ہم اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟‘‘

(خطبات مسرور جلد 16خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 25/ مئی 2018ء صفحہ 241)

ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ معیار کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے کے ہم حق دار ہیں یا نہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اگر وہ معیار نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں تو پھر ہم جلسہ میں شامل ہونے کے حق دار بھی نہیں ہیں۔ یا یہ دیکھیں کہ ہم حق دار ہیں بھی کہ نہیں؟ یا صرف اس لئے کہ پیدائشی احمدی ہیں یا پرانے احمدی ہو گئے، کئی سالوں سے بیعت کر کے یا بزرگ آباؤ اجداد کی اولاد ہیں اس لئے شامل ہو رہے ہیں تو پھر وہ مقصد پورا نہیں کر رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ یا اس نیت سے نہیں آئے کہ ہم نے یہ مقصد حاصل کرنے کی اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کوشش کرنی ہے یا کرتے رہے ہیں یا کر رہے ہیں تو پھر اگر یہ نہیں تو پھر جلسوں پر آنا ایک میلے پر آنا ہی ہے۔ پس اس بات سے ہر مخلص احمدی کے دل میں ایک فکر پیدا ہونی چاہئے۔ اب تو ہر سال دنیا کے مختلف ممالک کے جلسے ہوتے ہیں بعض میں مَیں شامل ہوتا ہوں۔ بعض پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے شرکت ہو جاتی ہے۔ یورپ کے بعض جلسوں میں آپ میں سے بہت سے شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جو کئی جلسوں میں شامل ہوئے۔ یُوکے کے جلسہ کے بعد جرمنی کے جلسہ میں بہت سے شامل ہو کر آئے ہیں اور ہر جلسہ پر جلسہ کے مقاصد اور دینی علمی اور روحانی ترقی کی باتیں ہوتی ہیں اور تقاریر ہوتی ہیں اور بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ایک خاص ماحول تھا اس میں روحانیت کے نظارے ہم نے دیکھے۔ آپس میں بہت پیار اور بھائی چارے کے نظارے ہم نے دیکھے۔ لوگ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بعض مہمان گئے ہوئے تھے وہ بھی یہ ماحول دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے۔ پس ان باتوں کی وجہ سے اور ایک سال میں ایک سے زیادہ جلسوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ایک انقلاب ہماری حالتوں میں آ جانا چاہئے۔ کہاں تو وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ سال میں ایک دفعہ جلسہ میں شامل ہوں تا کہ تمہارے اندر ایسی پاک تبدیلی ہو کر سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف ایک خاص توجہ پیدا ہو اور کجا اب یہ حالت ہے کہ بعض لوگ سال میں ایک سے زائد جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ پس جائزہ لیں

کہ پھر ایسے حالات میں کیسا انقلاب آ جانا چاہئے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد16خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 14؍ستمبر 2018ء صفحہ 447-448)

ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کہیں ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں تو شامل نہیں جن کو جلسہ کوئی فائدہ نہیں دے رہا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کہیں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں تو شامل نہیں جن کو جلسہ کوئی فائدہ نہیں دے رہا۔

پس جب یہاں جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں تو ہر شامل ہونے والا جلسہ کی تمام کارروائی میں شامل ہو۔صبر اور تحمل سے بیٹھے اور تمام تقاریر سنے اور جو باتیں بیان ہوئی ہوں ان سے علمی اور عملی فائدہ حاصل کرے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 14؍ ستمبر 2018ء صفحہ 449)

انتظامیہ کو، افسران کو، اپنے اور اپنی منصوبہ بندیوں کے جائزے لینے چاہئیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو نصائح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

’’انتظامیہ کو، افسران کو، اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ اپنی منصوبہ بندیوں کے جائزے لینے چاہئیں اور تمام کمزوریوں کو ایک لال کتاب جو بنی ہوئی ہے اس میں لکھیں تا کہ آئندہ یہ دہرائی نہ جائیں۔

جرمنی میں کام کرنے والے کارکنان کے بارے میں یہ شکایت آیا کرتی تھی کہ ان کے چہروں پر مسکراہٹ نہیں ہوتی اور اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ ڈیوٹی دیتے ہوئے سخت رویہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ عمومی طور پر اس بارے میں ان کی بھی اچھی رپورٹ ہے۔ آئندہ سالوں میں اسے مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد16خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 21؍ ستمبر 2018ء صفحہ 453-454)

ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کس حد تک ہم اقام الصلوٰۃ کے معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک ہم اقام الصلوٰۃ کے اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ اس مادی دنیا میں اکثریت اول تو باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دیتی اور اگر مسجد میں آ بھی جائیں تو نہ فرض نمازوں میں، نہ سنتوں میں وہ توجہ رہتی ہے جو نماز کا حق ہے۔ ایسی حالت اگر ہے تو ہم خود ہی اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا واقعی ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مساجد تعمیر کرنے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے کہا ہے۔

پھر فرمایا کہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ دین کی خاطر بھی مالی قربانی کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے بھی، ان کے حق ادا کرنے کے لئے بھی مالی قربانی کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے خوف کے اور کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے کسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے پیار سے ہم محروم نہ ہو جائیں۔ اپنے اعمال ان ہدایات کے مطابق کرنے والے ہوتے ہیں، ان حکموں کو اپنے پیش نظر ہر وقت رکھنے والے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو حکم دیا ہے اور جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ پس یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جو ایک مومن، مسلمان کی ہے اور اس مسجد بننے کے بعد یہاں آنے والوں یا اس مسجد سے اپنے آپ کو منسوب کرنے والوں کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔

آپ نے اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے ہیں تبھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جانے والے ہوں گے، تبھی ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر رہتی ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 19؍اکتوبر 2018ء صفحہ 511)

اپنے جائزے لے لیں کہ ہمارا عہد بیعت کیا ہے اور ہمارے عمل کیا ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’پس یہ بہت سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ جب ہم پر فضل فرما رہا ہے تو اس کی شکر گزاری ہم پر فرض ہے۔ پس وہ لوگ جو اپنے دنیاوی کاروباروں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے حق کو اور اپنی عبادتوں کو بھول گئے ہیں یا اس پر وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہئے وہ اپنے جائزے لے لیں کہ ہمارا عہد بیعت کیا ہے اور ہمارے عمل کیا ہیں اور جو یہاں نئے آئے ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں ڈوبنا ترقی نہیں ہے بلکہ تباہی ہے اور انہوں نے ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھنا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ مسجدوں کے حق ادا کرنے والے ہوں اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو! ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں، نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للّٰہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

(خطبات مسرور جلد16خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 19؍اکتوبر 2018ء صفحہ 516-517)

اچھی آمد کے لوگوں کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ دے رہے ہیں یا نہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جو اچھی آمد کے لوگ ہیں ان کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ دے رہے ہیں یا نہیں۔ صرف یہ نہیں کہ جس طرح ٹیکس دینے کے لئے بہت ساری کٹوتیاں کر لیتے ہیں چندے کے لئے بھی کر لیں۔ اپنی آمد کو دیکھیں۔ کیونکہ یہ چندے کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہے۔ سیکرٹری مال کو یا نظام کو تو پتہ نہیں ہے کہ کسی کی آمد کیا ہے جو چندہ دے رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو تو پتہ ہے۔ وہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اگر صحیح شرح سے چندہ دینا شروع کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ مساجد کی تعمیر اور دوسرے جماعتی کاموں کے لئے پھر بہت کم علیحدہ تحریک کرنی پڑے گی۔ پس اس لحاظ سے اپنے جائزے لیں اور اپنے چندہ عام کے بجٹ کا دوبارہ جائزہ لے کر لکھوائیں، جنہوں نے کم لکھوائے ہوئے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد16خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 02؍نومبر 2018ء صفحہ 541)

اعظم شہزاد

دابۃ الارض سے کون لوگ مراد ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

1۔ ہم اپنی بعض کتابوں میں یہ لکھ آئے ہیں کہ اس زمانہ کے ایسے مولوی اور سجادہ نشین جو متقی نہیں ہیں اور زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں یہ دابۃ الارض ہیں۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 421)

2۔ دابۃ الارض کے دو معنی ہیں ایک تو وہ علماء جن کو آسمان سے حصہ نہیں ملا وہ زمین کے کیڑے ہیں دوسرے دابۃ الارض سے مراد طاعون ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 353)

3۔قرآن شریف فرماتا ہے ہے کہ آخری زمانے میں دو قسم کے دابۃ الارض پیدا ہو جائیں گے (1) ایک تو علماء بے عمل جن کے دل زمین کے ساتھ چسپاں ہوں گے زمین کی شہرت چاہیں گے (2) دوسرے طاعون کا کیڑا جو بطور سزا دہی ظاہر ہو گا سو اس زمانے میں دونوں باتیں ظہور میں آ گئی۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 422)

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’دابۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ نبی کے آنے سے پہلے ایک مردہ کی سی حیثیت رکھتے ہیں لیکن جب ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے تو وہ روحانی رونق اور آبادی کا باعث بنتے ہیں فرمایا کہ: ’’خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ وَبَثَّ فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ اس نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ہیں اس میں مادی جانوروں کے علاوہ ان لوگوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو انبیاء کے آنے سے پہلے مردہ کی سی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں روحانی زندگی کی کوئی رمق تک نظر نہیں آتی لیکن جب آسمانی صور پھونکا جاتا ہے تو اس وقت ایسے مردہ بھی زندہ ہوجاتے ہیں اور لولے لنگڑے بھی چلنے پھرنے لگ جاتے ہیں پھر یہ لوگ جو مختلف ملکوں اور مختلف قوموں اور مختلف رنگوں اور مختلف نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور مختلف علوم وفنون اور مختلف قابلیتوں کے مالک ہوتے ہیں نبی کی آواز پر لبیک کہنے کے بعد دین کی اشاعت کے لئے دنیا میں چاروں طرف پھیل جاتے ہیں اور اپنی تبلیغی جدوجہد سے لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کو دین کی طرف کھینچ لاتے ہیں جو اس کے دین کی رونق اور تازگی کا موجب بنتے ہیں ان معنوں کے لحاظ سے دابۃ سے ان مومنوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو زمین کی روحانی رونق اور آبادی کا باعث ہوتے ہیں اور جن سے موجودہ اور آئندہ نسلیں ہزاروں قسم کے مادی اور روحانی فوائد اٹھاتی ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 322)

بقیہ: دلچسپ و مفید واقعات و حکایات...... از صفحہ 5

گزرتا ہے فلاں جگہ نالا ہے، فلاں رستہ بڑا خطرناک ہے کیونکہ وہاں دشمن نے مائنز بچھائی ہوئی ہیں۔ پہلے اس طرف سے جانا، پھر پہاڑی کے اُس طرف چلے جانا، پھر اس نالے کو عبور کرنا، وہ گھبرائیں کہ یہ اپنی بات کو ختم کیوں نہیں کرتا اور یہ بتاتا کیوں نہیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے۔ جب وہ بات کر چکا تو اُنہوں نے کہا کہ تم صرف اتنا بتا کہ ہم نے کرنا کیا ہے؟ اُس نے کہا فلاں قلعہ پر قبضہ کرنا ہے۔ اُنہوں نے کہا بس اتنی بات تھی۔تم نے خواہ مخواہ ہمارا اتنا وقت ضائع کیا۔

اِس کے بعد وہ سیدھے اُس قلعہ کی طرف چل پڑے۔ پندرہ بیس گز گئے تھے کہ دشمن کو علم ہوگیا اور اُس نے فائرنگ شروع کر دی۔ اُن کے چالیس پچاس آدمی وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اِس پر اُنہوں نے ان لاشوں کی اوٹ میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ پھر کچھ مرے تو اُنہوں نے اُن کی لاشوں کو آگے رکھ لیا۔ اِس طرح وہ اپنی لاشوں کو پناہ بناتے ہوئے ہی آگے بڑھتے چلے گئے اور جس قلعہ کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ چھ مہینے تک فتح نہیں ہوسکتا اُس قلعہ پر شام کے وقت ہمارا جھنڈا الہرا رہا تھا۔

اُس کرنل نے بتایا کہ وہ اتنی دلیری کے ساتھ آگے بڑھے کہ ہمیں دیکھ کر حیرت آتی تھی۔ ہم اُن سے کہتے کہ دشمن سے چھُپو اور وہ ناچنے لگ جاتے اور کہتے کہ ہم تو حملہ سے پہلے ناچا کرتے ہیں۔

یہ دُنیوی چیزیں ہیں جو ایمان کے نہ ہوتے ہوئے بھی مختلف قوموں میں پائی جاتی ہیں۔ اگر یہ پہلی چیزیں ہی ہمارے اندر نہیں پائی جاتیں تو اگلی خوبیاں ہم میں کہاں ہوسکتی ہیں۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 394-395)

عمل کے بغیر خالی دعوی بیکار ہے

کہتے ہیں کوئی بزدل تھا اُسے خیال ہوگیا کہ میں بڑا بہادر ہوں اور اُس نے تجویز کیا کہ وہ اپنے جسم پر کوئی بہادری کی علامت گدوائے آخر اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے بازو پر شیر کی شکل گدوائے گا۔

وہ گودنے والے کے پاس گیا اور اُسے کہا میرے بازو پر شیر گود دو۔ گودنے والے نے اپنے سامان لیا اور گودنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اُس نے سُوئی جو ماری تو چونکہ وہ بزدل تھا درد کی اُس سے برداشت نہ ہوسکی اور اُس نے گودنے والے سے پوچھا تم شیر کا کون سا حصہ گود رہے ہو؟ اُس نے کہا میں دایاں کان گودنے لگا ہوں۔ اُس نے کہا اگر شیر کا دایاں کان نہ ہو تو کیا شیر رہتا ہے یا نہیں؟ گودنے والے نے کہا شیر تو رہتا ہے۔ اُس نے کہا اچھا دایاں کان چھوڑ دو اور آگے چلو۔

اسی طرح ہر عضو کے متعلق اُس نے یہی کہنا شروع کر دیا آخر گودنے والا سُوئی چھوڑ کر بیٹھ گیا، اُس نے پوچھا بیٹھ کیوں گئے ہو؟ اُس نے کہا شیر کا دایاں کان نہ ہو تب بھی وہ شیر رہتا ہے اور اگر بایاں کان نہ ہو تب بھی شیر رہتا ہے لیکن جتنے اعضاء تم نے چھُڑوائے ہیں اُن کے بعد تو شیر ہی نہیں رہتا۔

غرض بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں خوشی سے تو نہیں لیکن مجبوراً نظرانداز کیا جاسکتا ہے مگر بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں مجبوراً بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 398)

اپنے حق کی خود بھی حفاظت کرو

تورات میں آتا ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بڑے بیٹے عیسُو نے اپنا حق اپنے چھوٹے بھائی یعقوب علیہ السلام کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

پرانے زمانہ میں بڑے بیٹے کو حقوقِ برتری حاصل ہوتے تھے۔ یہود کا یہ خیال تھا کہ بڑا بیٹا ہی نبی بن سکتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ کو یہ احساس تھا کہ بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے عیسُو نبوت کا درجہ لے جائے گا اس لئے وہ اِس ٹوہ میں رہتی تھی کہ کسی طرح یہ حق اپنے بیٹے یعقوب کو لے کر دے۔

ایک دن یعقوب نے مسور کی دال پکائی عیسُو کا دال کھانے کو جی چاہا اُس نے یعقوب کو بلا کر کہا مجھے دال کھِلا یعقوب نے کہا مجھے اپنا پلوٹھا ہونے کا حق دے دے تب میں تجھے دال دوں گا۔

عیسُو کا بچپن بھی تھا اور یہودیوں کے نزدیک اُس کا معیارِ اخلاق بھی اعلیٰ نہیں تھا اُس نے کہا دال تو نقد بہ نقد مل رہی ہے نبوت پتہ نہیں کب ملے اِس لئے اُس نے نبوت کا حق یعقوب کو دے دیا۔ اِس پر یعقوب نے اُسے مسور کی دال دی اور اُس نے کھائی۔

جب حضرت اسحٰق علیہ السلام بیمار ہوگئے تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے عیسُو کو کہا عیسُو آؤ میں تمہیں دعا دوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں میرا وارث روحانی بنائے اور تمہیں نبوت کا رتبہ حاصل ہو۔ عیسُو شکار کے لئے جنگل میں چلا گیا تا دعا لینے سے پہلے اپنے باپ کے لئے لذیذ کھانا تیار کرے۔

یعقوب کی والدہ سن رہی تھی اُس نے یعقوب کو بلایا اور انہیں ایک دنبہ ذبح کر دیا اور اُس کی کھال انہیں پہنا دی یعقوب اپنے باپ اسحٰق کے پاس گئے اور عیسُو کی آواز میں کہا اے باپ! تُو مجھے دل سے دعا دے اسحٰق نے گوشت کھا کر کہا بیٹا! قریب آؤ۔ جب وہ قریب آیا تو اسحٰق نے اُس کے بدن کو ٹٹولا۔ اسحٰق نے دیکھا کہ آواز تو یعقوب والی ہے مگر بدن عیسُو والا نہیں عیسُو کے بدن پر بال تھے اور یعقوب کے بدن پر بال نہ تھے اس لئے یعقوب کی والدہ نے انہیں دنبے کی کھال پہنا دی تھی حضرت اسحٰق علیہ السلام نے یعقوب کو دعا دے دی کہ خدا تعالیٰ انہیں اُن کا روحانی وارث بنائے اور نبوت کا درجہ عطا کرے۔

تب عیسُو شکار لے کر آیا اور کھانا پکا کر باپ کے پاس لے گیا اور کہا اے باپ مجھے برکت دے۔ اسحٰق نے کہا تیرا بھائی یعقوب آیا تھا اور دھوکا سے وہ تیری برکت لے گیا ہے۔ عیسُو نے کہا یعقوب پہلے بھی میرا حق لے گیا تھا اور اب بھی اُس نے میرے حق کو دھوکا سے حاصل کرلیا ہے۔

اس واقعہ میں یہی بتایا گیا ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کرنا اور اُن کی خاطر قربانی کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔بعض بیوقوف اپنے بڑے بڑے حقوق کو تھوڑے سے لالچ کی خاطر ضائع کر دیتے ہیں۔ جیسے عیسُو نے مسور کی دال کی خاطر اپنا نبوت کا حق چھوڑ دیا۔

(خطابات شوریٰ جلد 3 صفحہ 430-432)

ملک قیصر محمود

اسلام کا فلسفہ اخلاق

کلام حضرت مسیح موعودؑ کے سرقہ کی ایک مثال

اسلام کے فلسفہ اخلاق کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نہایت اہم مضمون جو آپؑ نے اپنی مشہور کتاب نسیم دعوت میں بیان فرمایا اتنا وسیع پہلو اپنے اندر رکھتا ہے جس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ مخالفین نے بھی آپ کے اس مضمون کو نقل کر کے اپنی کتب میں لکھا چنانچہ یہ روح پرور مضمون مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب ’’احکام اسلام عقل کی نظر میں‘‘ کے صفحہ 223 اور 224 میں اول سے آخر تک نقل شدہ موجود ہے۔

اسلام کا فلسفہ اخلاق بیان کرتے ہوئے حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ:

انسان کی فطرت پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مختلف قویٰ اس غرض سے دیے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضا محل اور موقعہ کے ان قویٰ کو استعمال کرے۔ مثلاً انسان میں مجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بن جائے اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر ہی بن جائے اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے۔ اسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈال دے اور دوسری قوتیں جو خدا کی طرف سے اس کو ملی ہیں۔ اس کو لغو سمجھے۔ اگر انسان میں خدا نے ایک قوت حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر کی رکھی ہے تو اسی خدا نے اس میں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے۔ پس کیا مناسب ہے کہ ایک خداداد قوت کو تو حد سے زیادہ استعمال کیا جائے اور دوسری قوت کو اپنی فطرت میں سے بکلی کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دیں جو استعمال کے لائق نہیں۔ کیونکہ مختلف قوتیں اسی نے تو انسان میں پیدا کی ہیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بھی قوت بری نہیں ہے بلکہ ان کی بد استعمالی بری ہے سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے جس میں ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے دعویٰ تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیں مگر اس دعویٰ کے موافق عمل نہیں ہے مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکھے کہ پھر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا کارروائی کرتے ہیں۔ پس تعلیم کس کام کی ہے جس پر نہ عدالتیں چل سکتی ہیں۔ نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقعہ شناسی پر مبنی ہے مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کھاؤ اور کسی حالت میں شر کا مقابلہ نہ کرو مگر قرآن شریف اس کے مقابل پر یہ کہتا ہے

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی

اگر کوئی تمہیں دکھ پہنچاوے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا بھی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔ اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو

اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کر دیا گیا۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقع گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگزر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت کہ ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے پس جو کسی رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذب۔

(نسیم دعوت صفحہ 71-72 طبع اول 1903ء)

دعا کا تحفہ

نماز جنازہ کی دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ پر یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَاءِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ

(ترمذی و ابوداؤد کتاب الجنائز، کتاب الدعا للطبرانی جلد 3 صفحہ 1351)

ترجمہ: اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں اور مردوں کو، ہمارے حاضر کو اور غائب کو، ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو، ہمارے مردوں اور عورتوں کو (سب کو بخش دے) اے اللہ! جسے تو ہم میں سے زندہ رکھے اُسے اسلام کی حالت میں زندہ رکھنا اور جسے تو وفات دے اُسے ایمان کی حالت میں وفات دینا۔ اے اللہ! ہمیں اس (مرحوم) کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں کسی فتنہ میں نہ ڈالنا۔

نوٹ: اگر جنازہ عورت کا ہو تو آخری فقرہ میں ضمیر مؤنث اَجرَھَا اور بَعدَھَا پڑھی جائے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 126)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

دراب علی

شکر قندی

مشہور نام شکر قند۔ اردو۔ شکر قندی۔ گجراتی، فارسی، سندھی زمین قند مرہٹی رتالو۔ انگریزی میں سویٹ پٹاٹو (Sweet Potato) کہتے ہیں۔

شناخت

ایک بیل دار بوٹی کی مشہور جڑ ہے۔ جو دو رنگوں میں ملتی ہے، لال اور سفید۔ مگر یہ رنگ صرف چھلکے کا ہوتا ہے۔ ذائقہ میں لال شکر قندی سفید سے زیادہ میٹھی ہوتی ہے۔ اسے پانی میں اُبال کر یا آگ میں بھون کر کھایا جاتا ہے۔ ذائقہ میں میٹھی اور مزے دار ہوتی ہے۔ یہ چینی اور نشاستہ کا مرکب ہے۔ اس لئے بھرپور غذا دیتی ہے اور جسم کو طاقت ملتی ہے، اُبالنے سے زیادہ اسے راکھ میں بھون کر کھانا زیادہ فائدہ مند ہے۔ ہندوستان و پاکستان ممالک کے ہر صوبہ میں آلو کی طرح پیدا ہوتی ہے۔

افعال و استعمال

نفاخ اور قابض ہے۔ دماغ کے لئے انتہائی مفید ہے۔ بدن کو موٹا کرتی ہے۔ اطبا کے نزدیک مولدمنی ہے اور دماغ کو تقویت دیتی ہے۔ تقویت باہ کے لئے اس کا حلوا یا کھیر بنا کر دیتے ہیں اور تولدمنی کے لئے کھلاتے ہیں۔

سردیوں کا تحفہ

شکر قندی قدرت کا ایک بہترین تحفہ ہے جس کا استعمال لوگ سردیوں میں زیادہ کرتے ہیں۔ کم قیمت اور صحت کے لیے مفید ہونے کی وجہ سے شکر قندی اس موسم میں بہت زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔ شکر قندی دنیا بھر میں اگنے والی سوغات کا ایک حصہ ہے۔ آلو جیسی شکل اور اس جیسی غذائیت رکھنے والی شکر قندی پاکستان میں بہت عام پائی جاتی ہے۔ شکر قندی کی ان گنت خصوصیات کی وجہ سے اس سبزی کو سپر فوڈ کہا جاتا ہے۔ اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے اس لیے شکر قندی کو انگلش میں sweet potato کہا جاتا ہے۔ اس سستی سی سبزی میں قدرت کے تمام غذائی اجزا موجود ہیں۔ یہ حرارت بخش اور مقوی ہوتی ہے۔ شکر قندی پر کالی مرچ اور کالا نمک ڈال کر کھانے سے اس کا ذائقہ نہ صرف دوبالا کرتی ہے بلکہ جسم کو افادیت بھی بخشتی ہے۔

شکر قندی میں موجود قدرتی غذائی اجزا

شکر قندی قدرتی منرلز، وٹامنز اور فائبر سے بھرپور ہے۔ ایک کپ بغیر چھلکے کے پکی ہوئی شکر قندی میں 200 گرام کیلریز ہوتی ہیں اور چھلکے والی شکر قندی میں تقریبا 180 گرام کیلریز پائی جاتی ہیں۔

- پوٹاشیم 337 گرام اور 9 فیصد موجود ہے۔
- کیلشیم 3 فیصد
- آئرن 3 فیصد
- پروٹین 6 گرام 3 فیصد موجود ہے۔
- فیٹس 0 فیصد
- سوڈیم 55 ملی گرام 2 فیصد

جدید تحقیقات

اس میں تانبہ، کاربوہائیڈریٹ، گلوکوز اور وٹامن اے، بی، ای اور سی پائے جاتے ہیں۔

جدید طبی فوائد

شکر قندی اپنے اندر بے شمار قدرتی غذائی فائدے رکھتی ہے۔

1۔آنتوں کی صحت کے لیے بہترین ہے

شکر قندی میں موجود اینٹی آکسیڈینٹ ہماری آنتوں کی بے حد حفاظت کرتی ہے۔ اس میں دو قسم کا فائبر پایا جاتا ہے ایک ایسا فائبر جو آسانی سے ہمارے جسم میں حل ہو جاتا ہے اور دوسرا ایسا جو ہمارے جسم میں آسانی سے حل نہیں ہو پاتا لیکن اس بات کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ انسانی جسم کسی بھی قسم کے فائبر کو حل نہیں کر پاتا لیکن شکر قندی کا استعمال ہماری آنتوں کی حفاظت کر کے اسے مضبوط اور صاف ستھرا بناتا ہے۔

2۔دل کی بیماریوں سے بچاتی ہے

شکر قندی میں قدرتی طور پر وٹامن 6 نستعلیق موجود ہے جو دل کی تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ ہوموسیسٹین لیول کو کم کرتا ہے جو زیادہ تر دل کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ ہوموسیسٹین ایک ایسی بیماری ہے جو دل کی تمام شریانوں کو تنگ کر کے رکھتی ہے جبکہ وٹامن 6 نستعلیق دل کی شریانوں کو صحت مند بناتا ہے۔ شکر قندی میں موجود پوٹاشیم دل کی دھڑکن کو اپنے لیول پر رکھتا ہے ان کی ترتیب برقرار کر کے رکھتا ہے۔ شکر قندی کے فوائد جاننے کے باوجود کوئی بھی چیز استعمال کرنے سے پہلے ایک بار ڈاکٹر سے رجوع لازمی کریں۔

3۔شکر قندی کا استعمال کینسر کے لیے مفید

ہم جانتے ہیں کہ شکر قندی ایک اینٹی آکسیڈینٹ ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں ایک ایسا آکسیڈنٹ موجود ہے جسے اینتھوسیانن اینٹی آکسیڈینٹ کہا جاتا ہے اور وہ جامنی رنگ کی شکر قندی میں پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مزید معلومات اکٹھی کرنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جامنی رنگ کی شکر قندی کینسر کے مختلف علاج کے لیے بہترین ہے جیسا کہ چھاتی کا کینسر، آنتوں کا کینسر اور مثانے کا کینسر وغیرہ جو کہ خلیوں کی نشوونما کو کم کرنے کے حوالے سے استعمال کیا گیا ہے۔

4۔دماغ کی صحت کے لیے بہت مفید ہے

شکر قندی دماغی افعال کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے بہترین ثابت ہوئی ہے۔ شکر قندی میں موجود اینتھوسیانن اینٹی آکسیڈینٹ دماغی سوزش کو ختم کرتا ہے اور دماغ کو نقصان پہنچانے والے فری ریڈیکلز سے محفوظ رکھ کے دماغ کی حفاظت کرتا ہے۔ شکر قندی دماغ کو تیز کرتی ہے اور ایک صحت مند شخصیت کو فروغ دیتی ہے۔ شکر قندی دماغی ایک بیماری میڈیمنشیا سے بچاتی ہے جو کہ 17 فیصد انسانوں میں پائی جاتی ہے۔

5۔معدے کے السر کے لیے

شکر قندی میں موجود فائبر معدے کو صاف رکھتا ہے اس لیے السر کے مریضوں کے لیے شکر قندی کا استعمال ایک قدرتی تحفہ ہے۔ یہ کھانا ہضم کرنے میں مدد کرتی ہے اور فاضل مادہ جسم سے خارج کرنے میں مدد

کرتی ہے اور جسم میں پیدا ہونے والی تیزابیت کو بھی ختم کر کے معدے کو صاف رکھتی ہے اور کھانے کی نالی میں تیزابیت پیدا نہیں ہونے دیتی۔ شکر قندی میں موجود کیلشیم، پوٹاشیم، وٹامن بی، وٹامن سی اور بیٹا کیروٹین السر ہونے کے خطرات سے بھی بچا کر رکھتا ہے۔

6۔جلد اور بالوں کی نشوونما کرتی ہے

شکر قندی کو بیوٹی فوڈ بھی کہا جاتا ہے اس میں موجود قدرتی غذا جلد اور بالوں کی بے جا نشوونما کرتے ہیں۔ وٹامن سی، وٹامن ای اور کیروٹین کے اشتراک سے بننے والی شکر قندی جلد کو چمکدار بناتی ہے اور عمر بھی بڑھاتی ہے۔ کیونکہ شکر قندی خون کو صاف کرتی ہے اس لیے اس سے رنگ بھی صاف ہوتا ہے اور چہرے پر ایک قدرتی چمک آتی ہے۔ اس کے مستقل استعمال سے بال گھنے اور بھاری ہو جاتے ہیں یہ ان لوگوں کے لیے بہت اچھی ہے جن کے بال گرتے ہیں اور وہ لوگ بہت پریشان ہیں ایسے لوگوں کو شکر قندی کا استعمال اپنے معمول کا ایک حصہ بنانا چاہیے۔

7۔قوت مدافعت کو مضبوط بناتی ہے

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ جسم میں قوت مدافعت کو بڑھانے کے لیے آئرن کی ضرورت ہے۔ معدنیاتی فولاد نہ صرف جسم کو مضبوط بناتے ہیں بلکہ اس سے جسم کے سرخ اور سفید خلیات تیزی سے بنتے ہیں۔ ذہنی تناؤ دور ہوتا ہے اور قوت مدافعت مستحکم ہوتی ہے۔ میگنیشیم کی وافر مقدار بھی اسے انرجی سے بھرپور بناتی ہے جس کے باعث جسم اور ذہن پرسکون رہتا ہے کیونکہ یہ مشہور مقولہ ہے کہ صحت مند دماغ صحت مند جسم کو فروغ دیتا ہے۔

8۔پھیپھڑوں کے لئے فائدہ مند ہے

شکر قندی میں وٹامن اے موجود ہے جو جسم کو پھیپھڑوں کی بیماریوں سے دور رکھتی ہے۔ شکر قندی کے استعمال سے پھیپھڑوں کی کئی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے خاص طور پر پھیپھڑوں کی ایک بیماری بہت عام ہے جسے امفیسیما کہا جاتا ہے۔ شکر قندی میں کیروٹینائڈ موجود ہے اس لیے ایسی چیزوں کا استعمال کرنے سے جس میں خاص طور پر کیروٹینائڈ جیسی خصوصیات موجود ہوں ان میں پھیپھڑوں کی تمام بیماریوں اور خاص طور پر پھیپھڑوں کے کینسر سے بچا جا سکتا ہے اور یہ پھیپھڑوں کی بیماریوں کو 33 فیصد تک کم کرتی ہے۔

9۔ذیابیطس کو کنٹرول کرتی ہے

شکر قندی کی گلائیسمیک انڈکس کم سے زیادہ لو سے ہائی درجہ بندی کی جاتی ہے اور اس کے متعدد مطالعہ جات اس بات کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ شکر قندی میں موجود انسولین نہ صرف مزاحمت کرتی ہے بلکہ جسم میں ہونے والی شوگر کی سطح کو کم کرتی ہے۔ گلائیسمیک انڈکس کا استعمال دیگر نشاستہ دار غذاؤں کے برعکس خون میں شوگر کو قدرے سست انداز میں پہنچاتی ہے۔ یہ عمل انسانی جسم میں شوگر لیول کو کنٹرول کرنے میں مدد کرتا ہے جس کی وجہ سے جسم میں موجود شوگر کا لیول کم یا زیادہ نہیں ہوتا بلکہ ایک سطح پر رہتا ہے۔

حافظ عطاء النعیم۔ ریجنل مبلغ کایا برکینا فاسو

کایا میں پہلے مسرور رسہ کشی ٹورنامنٹ کا انعقاد

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کایا کو سیکنڈری اسکول اور کالجز کے مابین پہلا مسرور رسہ کشی ٹورنامنٹ منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ مورخہ 14/ نومبر 2022ء کو ٹورنامنٹ کی اجازت کے لئے کایا شہر کے میئر کو لکھا گیا۔ میئر سے اجازت ملنے کے بعد DIRECTION RÉGIONALE DES ENSEIGNEMENTS POST- PRIMAIRE ET SECONDAIRE DU CENTRE-NORD سے اجازت کے لیے لکھا گیا۔ اجازت ملنے کے بعد تمام کالجز کے ڈائریکٹرز کو اپنی اپنی ٹیم بھجوانے کے لئے دعوت نامے ارسال کیے گئے۔ رسہ کشی کا کھیل کایا کے لوگوں کے لیے نیا تھا اس لیے ہر کالج کے ڈائریکٹر کو مل کر کھیل کے بارے میں بتایا گیا اور ہر کالج میں رسہ ساتھ لے جاکر کھیل کا تعارف کروایا گیا۔ مقابلہ میں انٹری کی آخری تاریخ 7/ دسمبر رکھی گئی تھی۔ آخری تاریخ تک چودہ کالجز نے اس ٹورنامنٹ کے لیے 20 ٹیمیں بھجوائیں۔

9/ دسمبر کو کایا ریجن میں سب سے زیادہ سنے جانے والے ریڈیو اسٹیشن 96.1 میں ٹورنامنٹ کے حوالے سے اعلان کروایا گیا اور تمام شہریوں کو نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے مشن ہاؤس کایا آنے کی دعوت دی گئی۔ اس کے علاوہ کایا جماعت کے فیس بک پیج، جماعت احمدیہ برکینا فاسو کے آفیشل فیس بک پیج، واٹس ایپ کے مختلف گروپس میں ٹورنامنٹ کے حوالے سے گاہے بگاہے اعلانات بھجوائے جاتے رہے۔ اس کے علاوہ یوٹیوب چینل پر بھی ٹورنامنٹ کی پروموشن اور شرکت کی دعوت دینے والی ویڈیو اپلوڈ کی گئی۔

افتتاحی تقریب

ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز مؤرخہ 10/ دسمبر بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے پرچم کشائی کے ذریعے کیا گیا۔ برکینا فاسو کا جھنڈا TASSOMBEDO ABDOULAYE صاحب ریجنل مشیر تعلیم اور ریجنل ڈائریکٹر برائے صحت جسمانی نے لہرایا۔ بعد ازاں افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا Kiama Ali صاحب نے تلاوت کی۔ بعد ازاں ساوادوگو سلیمان ریجنل صدر جماعت احمدیہ کایا نے معزز مہمانان کو خوش آمدید کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ افتتاحی تقریب میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے نمائندہ محترم سانفو شمس الدین صاحب مہتمم صحت جسمانی، شہر کے میئر کے نمائندہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہوئے اس موقع پر شائقین کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ دعا کے ساتھ ٹورنامنٹ کا آغاز کیا گیا۔ ٹورنمنٹ کی خاص بات یہ بھی تھی کہ تمام میچز، افتتاحی و اختتامی تقاریب YOUTUBE اور جماعت احمدیہ برکینا فاسو کے آفیشل FACEBOOK پیج Jamaat Islamique Ahmadiyya Burkina Faso پر براہ راست دکھائے گئے۔

ٹورنامنٹ میں شامل ہونے والی ٹیموں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

No	Team	No	Team
1	Lycée Privé EDP l'équipe 1	11	Lycée Privé Bangrin l'équipe 1
2	Lycée Privé EDP l'équipe 2	12	Lycée Privé Bangrin l'équipe 2
3	Lycée Privée GS-AD Kaya l'équipe 1	13	Lycée Privé Veenam Nooma l'équipe 1
4	Lycée Privée GS-AD Kaya l'équipe 2	14	Lycée Privé Veenam Nooma l'équipe 2
5	Lycée Provincial Moussa l'équipe 1	15	Lycée Privé NABA KOANGA l'équipe 1
6	Lycée Provincial Moussa l'équipe 2	16	Lycée Privé NABA KOANGA l'équipe 2
7	Lycée Privé Ibrahim Nyss	17	Lycée Privé Youssouf Ouédraogo LPO
8	Lycée Privé Wendnongodo	18	Lycée Privé Kiswend-sida de Kaya
9	Lycée Privé Zoodo l'équipe 1	19	Lycée Privé Municipal de Kaya
10	Lycée Privé Zoodo l'équipe 2	20	lycée CEG de Bangansé

ٹورنامنٹ کے تمام میچز ناک آوٹ سسٹم کی بنیاد پر رکھے گئے تھے۔ پہلے راؤنڈ میں دس ٹیمیں ٹورنامنٹ سے باہر ہوئیں۔ تاہم بعد ازاں کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق جو ٹیمیں اپنا میچ تیسرے سیٹ میں ہاری تھیں ان کو دوبارہ موقع دیا گیا اور 10 ہارنے والی ٹیموں میں سے 6 کو دوبارہ ٹورنامنٹ میں شامل کیا گیا۔ اس طرح اگلے راؤنڈ کے لیے 16 ٹیمیں موجود تھیں۔ دوسرے راؤنڈ کے اختتام پر تیسرے راؤنڈ کے لیے 8 ٹیموں نے کوالیفائی کیا۔ تیسرا راؤنڈ کوارٹر فائنل پر مشتمل تھا۔ کوارٹر فائنل جیتنے کے بعد چار ٹیموں نے سیمی فائنل میں جگہ بنائی۔ پہلا سیمی فائنل Lycée Privé NABA KOANGA l'équipe1 کا اپنے ہی کالج کی B ٹیم کے مابین ہوا جسے بہت ہی سنسنی خیز مقابلے کے بعد A ٹیم نے جیت لیا۔ دوسرا سیمی فائنل Lycée de Bangrin l'équipe 1 اور Lycée Provincial Moussa l'équipe 1 کے مابین ہوا جسے Lycée de Bangrin l'équipe 1 نے جیت کر فائنل میں جگہ بنائی۔

فائنل

فائنل Lycée Privé NABA KOANGA l'équipe1 اور Lycée Privé de Bangrin l'équipe 1 کے مابین ہوا۔ ایک بہت سنسنی خیز مقابلے کے بعد Lycée Privé NABA KOANGA l'équipe 1 نے پہلے مسرور رسہ کشی

ٹورنامنٹ سال 2022ء کا ٹائٹل اپنے نام کیا۔ فائنل دیکھنے کے لیے پورے شہر سے بہت بڑی تعداد میں بچے، بوڑھے، جوان تشریف لائے۔ خصوصاً سکول اور کالجز کے طلباء کی بہت بڑی تعداد اس پورے ٹورنامنٹ کو دیکھنے کے لیے آئی۔

اول ٹیم کو تیس ہزار فرانک سیفا نقد اور دیگر تحائف دئے گئے۔

دوم ٹیم کو بیس ہزار فرانک سیفا نقد اور دیگر تحائف دئے گئے۔

سوم ٹیم کو پندرہ ہزار فرانک سیفا نقد اور تحائف دئے گئے۔

چہارم ٹیم کو دس ہزار فرانک سیفا نقد اور تحائف دئے گئے۔

اس کے علاوہ آٹھویں پوزیشن تک آنے والی ٹیموں کو انعامات دئے گئے۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب مؤرخہ 10/ دسمبر 2022ء کو مشن ہاؤس کایا شہر میں منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی مکرم محمود ناصر ثاقب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو تھے۔ دیگر مہمانوں میں نعیم احمد باجوہ پرنسپل جامعۃ المبشرین برکینا فاسو، حافظ طیب احمد مبلغ سلسلہ، حافظ منظور احمد مبلغ سلسلہ، آنریبل Honorable OUEDRAOGO سابق ممبر آف قومی اسمبلی Sayyouba، مکرم سانفو شمس الدین مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ، ریجنل مشیر صحت جسمانی TASSAMBEDO Abdoulaye اور اکثر کالجز کے ڈائریکٹرز اور اس کے علاوہ مختلف حکومتی شخصیات نے شرکت کی اور اعزاز پانے والے کھلاڑیوں اور ٹیمز کو انعامات سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جنت کا دروازہ اور عطیات و صدقات

آنحضرتؐ نے فرمایا:

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔

(بخاری)

پھر فرمایا:

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ''باب الصدقہ'' ہے جہاں سے صدقہ و خیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔

(مسلم)

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ ومراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایک سبق آموز بات

خالہ بمنزلہ ماں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 30/دسمبر 2022ء میں فرمایا:

’’یہ وہی عمامہ (بنت حضرت حمزہؓ) ہیں جن کے بارے میں حضرت علی، حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم میں نزاع ہوا تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ حضرت عمامہؓ اس کے پاس رہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا تھا کیونکہ حضرت عمامہؓ کی خالہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں... حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپ (حضرت علیؓ) کے پیچھے پیچھے آئی جو پکار رہی تھی کہ اے چچا! اے چچا! حضرت علی نے جاکر اسے لے لیا اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ علیہا السلام سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو لے لیں۔ انہوں نے اس کو سوار کر لیا۔ اب علی، زید اور جعفر، حمزہ کی لڑکی کی بابت جھگڑنے لگے۔ علی کہنے لگے کہ میں نے اس کو لیا ہے اور میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور زید نے کہا میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ اپنی خالہ کے پاس رہے اور فرمایا۔ خالہ بمنزلہ ماں ہے اور علی سے کہا تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور جعفر سے کہا تم صورت اور سیرت میں مجھ سے ملتے جلتے ہو اور زید سے کہا تم ہمارے بھائی ہو اور دوست ہو۔ علی نے کہا۔ کیا آپ حمزہ کی بیٹی سے شادی نہیں کر لیتے؟ تو آپؐ نے فرمایا وہ میرے دودھ بھائی کی بیٹی ہے۔ میں اس کا چچا ہوں۔

یہ چھوٹے چھوٹے مسائل بھی ان واقعات میں حل ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ قضا میں مقدمے آتے ہیں کہ خالہ کے پاس کیوں جائے، نانی کے پاس کیوں جائے تو یہ فیصلے ہو گئے یہاں۔‘‘

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایڈیٹر کے نام خط

مکرمہ منزہ ولی سنوری لکھتی ہیں:

’’الفضل کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثُریا کی خواہش‘‘ کیا ہی پیارا مضمون ہے۔ کیا ہی پیاری خواہش ہے حضرت مصلح موعود بانی الفضلؓ کی اس سے بڑھ کر اس فقرہ نے اور بھی چار چاند لگا دیے: ’’کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔‘‘ نیز خصوصاً یہ سورج کی مثال ’’ایشین ممالک میں جیسے سورج مشرق سے طلوع ہو کر مغرب کی طرف کا سفر کرتا ہے بعینہٖ اخبار الفضل نے مشرق افق قادیان، لاہور اور ربوہ سے طلوع ہو کر مغرب کی طرف اپنا سفر جاری رکھا اور اب گزشتہ تین سالوں سے مغرب میں اپنی روشنی اور گرمائش سے مومنوں کو متمتع کر رہا ہے اور اس کی کرنیں کیا اوشیانا ممالک میں، کیا یورپ میں، کیا مغرب میں، کیا بلاد شرقیہ میں برابر علم و تقویٰ، نیکی کی روشنی پھیلا رہی ہیں۔

دعا ہے اللہ پاک اور زیادہ علم عطا کرے اور الفضل کی محبت زیادہ سے زیادہ لوگوں کے دلوں میں اجاگر کرے۔ آمین

4/ فروری 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:39	18:12
مدینہ منورہ	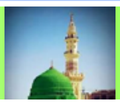	05:42	18:09
قادیان		05:57	18:05
ربوہ		05:37	17:45
اسلام آباد ٹلفورڈ	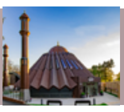	06:07	16:58

فقہی کارنر

ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے

کسی نے (حضرت مسیح موعودؑ سے) پوچھا کہ بعض آدمی غلہ کی تجارت کرتے ہیں اور خرید کر اُسے رکھ چھوڑتے ہیں جب مہنگا ہو جاوے تو اسے بیچتے ہیں کیا ایسی تجارت جائز ہے؟

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) فرمایا:

اس کو مکروہ سمجھا گیا ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے۔ ایک آنہ کی بدنیتی بھی جائز نہیں اور یہ ایک قسم کی بدنیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بدنیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو اُن کے کپڑے پر تھی دھو رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے اس قدر کے لئے تو فتویٰ نہیں دیا۔ اس پر آپ نے کیا لطیف جواب دیا کہ آن فتویٰ است و ایں تقویٰ۔ پس انسان کو دقائق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے، سلامتی اسی میں ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہ کرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتیں کبائر کا مرکب بنا دیں گی اور طبیعت میں کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔ تم اپنے زیر نظر تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقائق تقویٰ کی رعایت ضروری ہے۔

(الحکم 10/ نومبر 1905ء صفحہ 5)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)